سوال

کیا دو بیویوں سے شادی شدہ شخص پر واجب ہے کہ ہر ایک بیوی کےلیے ایام مخصوص کرے ؟ اور کیا اس کےلیے جائز ہے کہ دونوں کے مابین ایام کی تقسیم کرے ؟ میرے خاوند نے ابھی تک ہمارے ایام متعین نہیں کیے ، وہ میرے پاس اس وقت آتا ہے جب دوسرے بیوی کے گھر سے فارغ ہوتا ہے ، اور پھر میرے گھر صرف ہم بستری کےلیے آتا ہے ۔ مجھے یہ ترتیب قبول نہیں ، اور پھر ہم طلاق تک بھی جا پہنچے ہیں ۔

جواب

ہر قسم کی حمد اللہ تعالی کےلیے ، اور درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر ، بعد ازاں :

خاوند پر ضروری ہے کہ وہ اپنی ایک سے زیادہ بیویوں کے مابین عدل وانصاف کرے ، جن امور میں اسے انصاف کرنا واجب ہے اس میں تقسیم اور باری بھی شامل ہے ۔

اس لیے اسے چاہیے کہ وہ ہر ایک بیوی کےلیے ایک دن اور رات مقرر کرے اور پھر اس دن رات میں اس کے پاس رہنا واجب ہے ۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے اور مسلمان علماء کرام بھی اس پر ہیں کہ آدمی کو اپنی بیویوں کے مابین دن اور رات کی تعداد کو تقسیم کرکے باری مقرر کرنی چاہیئے ، اور اس میں اسے ان سب کے مابین عدل وانصاف سے کام لینا چاہیے ۔ دیکھیں کتاب الام للشافعی (158/1) ۔

اور ایک دوسری جگہ پر کچھ اس طرح فرمایا :

آدمی پر واجب پر اور ضروری ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے مابین تقسیم کرنے میں عدل انصاف سے کام لے ، مجھے اس بارہ میں کسی بھی مخالفت کا علم نہیں ۔ اھ ۔ دیکھیں کتاب الام للشافعی (280/5) ۔

اور امام بغوی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں :

اگر مرد کے پاس ایک سے زیادہ بیویاں ہوں اور وہ آزاد عورتیں ہیں تو ان کے درمیان تقسیم میں برابری کرنا واجب ہے چاہے وہ بیویاں مسلمان ہوں یا پھر کتابی ، اور اگر وہ تقسیم میں برابری اور انصاف کو ترک کرتا ہے تو اس نے اللہ تعالی کی معصیت کا ارتکاب کیا ، اور اس پر واجب ہے کہ وہ مظلوم بیوی کا حق ادا کرنے کےلیے قضا کرے ۔

ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے کسی کی طرف مائل ہو تو روز قیامت اس حالت میں آئے گا کہ اس کی ایک جانب مائل ہوگی) اس کی سند میں نظر ہے سنن ابوداود (242/2) سنن ترمذی (447/3) سنن ابن ماجہ (633/1) ۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے بلوغ المرام (310/3) میں اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے ارواء الغلیل (80/7) میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے ۔

اس میلان سے میلان فعل ہے ، کیونکہ جب وہ تقسیم میں برابری اور عدل کرتا ہے تو میلان قلب کا مؤاخذہ نہیں ہوگا ۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

تم سے یہ تو کبھی نہیں ہوسکے گا کہ تم اپنی تمام بیویوں ہر طرح عدل کرو، گو تم کتنی بھی خواہش اور کوشش کرلو اس لیے بالکل ہی ایک کی طرف مائل نہ ہوجاؤ کہ دوسری کو معلق کرکے چھوڑدو۔

اس کا معنی یہ ہے کہ :

جو کچھ دلوں میں ہے اس کے بارہ میں توانصاف نہیں کرسکتے، توتم بالکل ہی ایک طرف مائل نہ ہوجاؤ، یعنی تم اپنے افعال اور خواہش کے پیچھے نہ چل نکلو۔۔۔ اھ دیکھیں شرح السنۃ للبغوی (9/150-151)۔

اور حافظ ابن حزم رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے :

بیویوں کے مابین عدل انصاف اور برابری کرنا فرض ہے، اور یہ عدل راتوں کی تقسیم میں سب سے زیادہ ہونا چاہیے اھ۔

دیکھیں المحلی لابن حزم (9/175)

اور شیخ الاسلام ابن تیمیۃ رحمہ اللہ تعالی کا کہنا ہے :

مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ خاوند پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے مابین عدل وانصاف کرے، اور سنن اربعہ میں ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جس کی دو بیویاں ہوں۔۔۔)

اس پر واجب اور ضروری ہے کہ وہ ان کے مابین تقسیم میں عدل وانصاف سے کام لے تو اگر ایک کے پاس ایک رات یا دو یا تین راتیں بسر کرتا ہے تو دوسری کے پاس بھی اتنی ہی راتیں بسر کریں اور کسی ایک کو بھی دوسری پر تقسیم میں فضیلت نہ دے اھ دیکھیں مجموع الفتاوی (32/269)۔

علامہ عینی رحمہ اللہ تعالی مندرجہ ذیل حدیث کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں :

(جس کی بھی دو بیویاں ہوں۔۔۔)

کہا گیا ہے کہ : اس کی ایک جانب کا حقیقتا گرجانا مراد ہے، یا پھر اس کی دلیل کا سقوط ہے کہ جس بیوی کی طرف میلان تھا دوسری کے بارہ میں اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوگی۔

اور ظاہر تو یہی ہوتا ہے کہ حقیقتا اس کی ایک جانب مائل ہوگی، اس کی دلیل ابوداود کی وہ روایت ہے جس میں آیا ہے کہ "اس کی ایک جانب میں میلان ہوگا" اور سزا بھی اس عمل کی جنس میں سے ہوتی ہے، کہ جب اس نے عدل نہ کیا یا پھر حق سے علیحدہ رہا اور ظلم وستم اور ایک طرف اس کا میلان رہا تو پھر اسے عذاب یہ ہوگا کہ روز قیامت جب وہ آئے گا تو لوگوں کے سامنے اس حالت میں آئے گا کہ اس کی ایک جانب جھکی ہوئی ہوگی۔ اھ

دیکھیں عمدۃ القاری (20/199) اور المبسوط (5/217)

امام شوکانی رحمہ اللہ تعالی نے بھی اسی سے وجوب کی دلیل لی ہے۔ دیکھیں السیل الجرار (2/301) اور نیل الاوطار (6/216)

اور ابن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ تعالی عنہ کا قول ہے :

بیویوں کے مابین تقسیم میں برابری اور عدل وانصاف کرنے کے بارہ میں ہمیں اہل علم کے مابین کسی اختلاف کا علم نہیں ، اور اللہ تعالی کا بھی فرمان ہے :

اوران عورتوں کے ساتھ اچھے احسن انداز میں بودباش اختیار کرو ، اور معروف میلان کے ساتھ نہیں ۔ اھ دیکھیں المغنی لابن قدامہ (138/8) ۔

تواس بنا پر اس خاوند کے چاہیے کہ وہ اللہ تعالی کا تقوی اور ڈر اختیار کرتے ہوئے تقسیم میں عدل وانصاف اور برابری سے کام لے ، اور بیوی کے ذمہ بھی یہ ہے کہ وہ اپنے خاوند کو اس فعل میں شرعی حکم بتائے اور اس کے فعل پر جو کچھ وعید بیان ہوئی ہے اچھے اور احسن انداز اور حکمت کے ساتھ اس کے سامنے رکھے ۔

اور اسے اللہ تعالی اور یوم آخرت یاد دلائے ہوسکتا ہے وہ اپنے متعلق کچھ سوچے اور اپنے اس فعل سے باز آجائے اور تقسیم میں عدل وانصاف کرنے لگے ، یہ سب کچھ ان شاء اللہ علیحدگی اور جدائی سے بہتر ثابت ہوگا ۔

واللہ اعلم .

الشیخ محمد صالح المنجد

13740